AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نماز میں تسمیہ (جہراً یا سراً پڑھنا) اور فاتحہ خلف الامام کے بارے میں امام ابن القیمؒ کے فقہی آراء کا علمی جائزہ

A scholarly review of amam Ibn al-qayyim's juristic opinions regarding reciting Tasmiyah(audibly or silently)in prayer and therecitaion of Surah al –Fatihah behind the Imam

Dr. Atta Ur Rahman
Ph.D. Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar, Pakistan.
Email: attaurrahman9@gmail.com
Dr. Saleem Khan
Ph.D. Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan Pakistan
Email: saleemkhanqari@gmail.com
Dr. Muhammad Tahir
Ph.D. Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar, Pakistan.
Email: muahammadtahir146@gmail.com

Abstract:
Imam Ibn al-Qayyim has clarified a point of disagreement. He states that reciting Tasmiyah aloud in the audible prayers is a point of difference. However, Imam Ibn al-Qayyim has preferred the view that it should not be recited aloud. Just as in the loud (jahri) prayers it is not recited aloud, similarly in silent prayers it is also not recited aloud.
Imam Ibn al- Qayyim (رحمه الله) indicated regarding the recitation of Surah al-Fatihah behind the Imam that whether the prayer is audible (jahri) or silent (sirri), and whether one is praying individually or as a follower (muqtadi), reciting al-Fatihah is obligatory in all circumstances.
:He further elaborated on this in I'lam al-Muwaqqi'in, stating
Rejecting the clear, explicit, and authentic texts which designate the recitation of Surah al-" ".Fatihah as obligatory
He criticized those who reject clear and authentic hadiths by interpreting them in light of .ambiguous texts, even though the recitation of Surah al-Fatihah in prayer is obligatory
According to the authoritative books of Hanafi jurisprudence, the Hanafi position on this issue :is as follows
Reciting Surah al-Fatihah is wajib (necessary) for a person praying individually. If someone does not recite al-Fatihah in prayer, the prayer is still valid, but it will be deficient in performance. Likewise, Hanafi jurists consider the recitation of al-Fatihah behind the Imam to be makruh (disliked)

"وکان یقول (ﷺ) بعد ذلک اعوذ با اللہ من الشیطن الرجیم ثم یقرء الفاتحۃ وکان یجھر ببسم اللہ الرحمن الرحیم تارۃ ویخفیہا اکثر ولیلۃ ----وھذا موضع یستدعی مجلداً ضخماً" الخ۔

ترجمہ: اور پھر اس کے بعد نبی ﷺ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھتے، اور پھر سورۃ فاتحہ پڑھتے اور "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو کبھی جہراً پڑھتے تھے، اور اکثر آہستہ پڑھتے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دن رات میں سفر وحضر میں پانچ نمازوں میں ہمیشہ آپ ﷺ جہراً بسم اللہ نہ پڑھتے ہوں اور اگر ایسا ہوتا تو یہ بات خلفائے راشدین، جمہور صحابہ اور اہل مدینہ سے پوشیدہ نہ تھی۔ اور پھر اس (جہر باالتسمیہ) کے اثبات میں مجمل الفاظ اور کمزور آحادیث کا سہارا

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لیاجاتا ہے۔اس سلسلے میں پیش کئے جانے والی آحادیث اگر صحیح ہیں،تو غیر صریح ہیں۔اور اگر صریح ہیں،تو صحیح نہیں ہیں۔اور یہ مقام ایک ضخیم مجلد(کتاب)لکھنے کا تقاضا کرتا ہے۔

فقہی رائے:

مذکورہ عبارت سے امام ابن قیم الجوزیہؒ نے ایک اختلافی مسئلہ بیان کیا ہے: کہ تسمیہ جہری نمازوں میں سراً پڑھنا سنت ہے یا جہراً؟۔تو امام ابن قیمؒ نے ان لوگوں پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔جو لوگ ہمیشہ نماز میں جہر اتسمیہ کو سنت کہتے ہیں۔اس لئے امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ آہستہ پڑھنا رسول اللہ ﷺ،خلفائے راشدین اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم کا سنت ہے۔لیکن کبھی کبھی جہراً پڑھنا بھی ثابت ہے۔

اس مسئلہ میں صحابہ کرام میں سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور عبد ابن مسعود،،عمار بن یاسر اور عبد ابن زبیر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: کہ تسمیہ جہراً پڑھنا سنت نہیں ہے۔اور ائمہ اربعہ میں سے فقہائے حنفیہ اور حنابلہ کا موقف یہ ہے کہ نماز میں بسم اللہ کو آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے جیسے امام کاسانیؒ نے لکھا ہے کہ: "ثُمَّ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ وَيُخْفِي بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ"[1]۔

یعنی پھر قرات شروع کرتے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کو آہستہ پڑھتے،اور فقہائے حنابلہ میں سے جیسے ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہے کہ: "قال أحمد ولا يجهر الإمام بالافتتاح وعليه عامة أهل العلم لأن النبي صلى الله عليه و سلم لم يجهر به وإنما جهر به عمر ليعلم الناس۔"[2]

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہے کہ امام شروع میں (بسم اللہ) جہراً نہیں پڑھے گا اور اس پر عام اہل علم کا عمل ہے کیونکہ نبی ﷺ اس پر جہر نہیں کرتے اور عمر رضی اللہ عنہ نے جہر اس لئے کیا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے (کہ بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے)۔

اور فقہائے مالکیہ کا موقف یہ ہے کہ بسم اللہ کو نہ بلند آواز سے اور نہ آہستہ آواز سے پڑھے جیسے المدونہ میں امام مالکؒ کا قول ہے کہ: "وَقَالَ مَالِكٌ: لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي الْمَكْتُوبَةِ لَا سِرًّا فِي نَفْسِهِ وَلَا جَهْرًا[3]۔"

یعنی امام مالکؒ فرماتے ہے کہ: فرض نمازوں میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نہ آہستہ آواز سے پڑھے اور نہ بلند آواز سے پڑھے۔

اور فقہائے شافعیہ کہتے ہیں کہ بسم اللہ جہراً پڑھنا سنت ہے یعنی جہری نماز میں جہراً پڑھنا چاہئے اور سری نماز میں سراً پڑھنا سنت ہے۔کیونکہ یہ سورت فاتحہ کی ایک آیت ہے جیسے "کتاب الام" میں امام شافعیؒ لکھتے ہے کہ:" قَالَ الشَّافِعِيُّ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: الْآيَةُ السَّابِعَةُ فَإِنْ تَرَكَهَا أَوْ بَعْضَهَا لَمْ تُجْزِهِ الرَّكْعَةُ الَّتِي تَرَكَهَا فِيهَا[4]۔"

امام شافعیؒ فرماتے ہے کہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم (سورت فاتحہ کا) ساتواں آیت ہے پس اگر پوری بسم اللہ کو یا بعض کو چھوڑ دیا گیا تو وہ رکعت جس میں بسم اللہ چھوڑ دی گئی وہ نہیں ہو گی۔اس عبارت سے یہ بات واضح ہو گئی، کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورتِ فاتحہ کی ایک مستقل آیت ہے۔جس طرح سورتِ فاتحہ کی دیگر آیات جہری نماز میں پڑھی جاتی ہے،اسی طرح بسم اللہ کو بھی بلند آواز سے پڑھنا سنت ہے۔

---

[1] علاء الدين أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني(م 587ھ) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع(الطبعة الثانية، 1406ھ-1986م) (دار الكتب العلمية)ج1ص203

[2] أبو محمدعبد الله بن أحمدبن قدامةالحنبلي(م 620 ھ) المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني(الطبعة الأولى، 1405)(بيروت دار الفكر)ج1ص540

[3] مالك بن أنس بن مالك (م 179ھ) المدونة الطبعة: الأولى(1415ھ - 1994م دار الكتب العلمية)ج1ص162

[4] أبو عبد الله محمد بن إدريس الشافعي (المتوفى 204ھ) الأم ،الطبعة(1410ھ-1990م) (دار المعرفة بيروت) ج1ص129

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فقہائے حنفیہ اور حنابلہ کے دلائل:

دلیل۔1 امام محمد بن احمد السرخسیؒ اپنی کتاب المبسوط للسرخسی میں لکھتے ہیں[5] کہ:"ولنا حديث عبد الله بن المغفل رضي الله تعالى عنه إنه سمع ابنه يجهر بالتسمية في الصلاة فنهاه عن ذلك فقال يا بني إياك والحدث في الإسلام فإني صليت خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلف أبي بكر وعمر رضي الله عنهما فكانوا لا يجهرون بالتسمية[6] وهكذا روى عن أنس رضي الله تعالى عنه"[7].

ترجمہ: اور ہمارے لئے دلیل عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ جنہوں نے اپنے بیٹے سے جہر کے ساتھ بسم اللہ سنا تو انہوں نے اس کو منع کیا اور کہا: کہ بیٹا بدعت سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان میں سے کسی نے جہر بالتسمیہ نہیں کیا۔ آپ کیسے کر رہے ہوں۔

دلیل۔2 انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:" أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلى الله عَلَيه وسَلمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ القِرَاءَةَ بِالحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ العَالَمِينَ".[8]

یعنی رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نماز کا آغاز الحمدللہ رب العالمین سے کرتے۔

دلیل۔3 اسی طرح شرح معانی الآثار میں انس رضی اللہ عنہ کا روایت ہے کہ:" أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانُوا يُسِرُّونَ بِ {بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ"[9]

یعنی رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم (نماز) میں قراءت کا شروع الحمد اللہ رب العلمین سے کرتے۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھتے)۔

دلیل۔4 حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے کہ : " كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ"[10]

یعنی نبی ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تو قرات الحمدللہ رب العلمین سے شروع کرتے۔

مذکورہ آحادیث سے یہ بات معلوم ہوئی: کہ جہری نماز میں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا سنت نہیں ہے۔

---

[5] محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (م 483ھ) المبسوط الطبعة تاريخ النشر (1414ھ- 1993م)(مكتبه دار المعرفة بيروت) ج1ص26

[43]ابو عبدالله، محمد بن يزيد ابن ماجه القزوينى(م 273ھ) سنن ابن ماجه،دارالرسالة العالميه بَابُ افْتِتَاحِ الْقِرَاءَةِرقم الحديث815

44

ابو عبدالله، احمدبن محمد بن حنبل (م 241ھ) ،مسند الامام احمدبن حنبل(الطبعة: الأولى، 1421 ھ - 2001 م)(مؤسسة الرسالة)باب حَدِيثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّرقم الحديث 20558

45

ابويعلیٰ احمد بن على الموصلى (م 307ھ)،المسند ابى يعلیٰ (الطبعة: الأولى، 1404 - 1984)(جده دارالمامون)رقم الحديث 2881

46أبو جعفر أحمد بن محمد الطحاوي (م321ھ) شرح معانى الآثار(الطبعة الأولى - 1414 ھ 1994 م عالم الكتب)باب قراءة بسم الله الرحمن الرحيم فى الصلاة،رقم الحديث1203

ابوعبدالله محمد بن يزيد القزوينى(م 273ھ)،سنن ابن ماجه(داراكتب العربيه)باب افتتاح القراءة ،رقم الحدث[10]812

فقہائے شافعیہ کے دلائل:

دلیل 1۔حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ہے کہ :"قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يفتتح صلاته ببسم الله الرحمن الرحيم "[11]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نماز کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کرتے تھے۔

دلیل 2۔اسی طرح سنن دار قطنی میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایک روایت ہے،جس سے بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا ثابت ہوتی ہے۔"عن أم سلمة قالت : كان رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا قرأ يقطع قراءته آية آية بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدين وفى رواية ابى داود كَانَ يَقْطَعُ قِرَاءَتَهُ آيَةً آيَةً"[12]

یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے: کہ رسول ﷺ جب قرات کرتے، تو بسم اللہ الرحمن الرحیم اور پھر الحمد للہ رب العلمین پڑھتے اور ہر حرف کو الگ الگ پڑھتے۔

دلیل 3۔ " عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، وَخَلْفَ عُمَرَ، وَخَلْفَ عُثْمَانَ، وَخَلْفَ عَلِيٍّ، فَكُلُّهُمْ كَانُوا يَجْهَرُونَ بِقِرَاءَةِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ[13] "

یعنی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ ابو بکر، عمر عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے پڑھی پس وہ سب بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھتے۔

دلیل 4۔"عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تَقْرَأُ إِذَا قُمْتَ فِي الصَّلَاةِ؟ قُلْتُ: أَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، قَالَ: قُلْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ"[14]

یعنی رسول ﷺ نے مجھ سے پوچھا: کہ آپ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہو، تو کس طرح قرات کرتے ہو، تو میں نے کہا: میں الحمد للہ رب العلمین پڑھتا ہو، تو رسول ﷺ نے فرمایا: کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرو۔

دلیل 5۔اسی طرح انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے قرات کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ " عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: كَانَ يَمُدُّ مَدًّا ۔[15]

وَفِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى الْجَهْرِ مُطْلَقًا يَتَنَاوَلُ الصَّلَاةَ وَغَيْرَهَا لِأَنَّ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اخْتَلَفَتْ فِي الْجَهْرِ بَيْنَ حَالَتَيْ الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا لَبَيَّنَهَا أَنَسٌ ولما أطلق جوابه وحيث اجاب بالبسملة دل علي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْهَرُ بِهَا في قراءته ولولا ذلك لاجاب أنس (بالحمد لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ او غيرها انتهى"[16]

48محمد بن عيسى بن سَوْرة الترمذي (م 279ھ) سنن ترمذی (الطبعة: الثانية، 1395ھ1975 م)بَابُ مَنْ رَأَى الجَهْرَ بِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ رقم الحديث 245

49 أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد الدارقطني (م 385ھ)سنن دارقطنی (الطبعة: الأولى 1424 ھ 2004 م) (مؤسسة الرسالة، بيروت) باب وجوب قراءة بسم الله الرحمن الرحيم في الصلاة والجهر بها واختلاف الروايات في ذلك ،رقم الحديث37

13 أبوعبد الله الحاكم محمد بن عبد الله (م 405 ھ) المستدرك على الصحيحين (الطبعة: الأولى، 1435 ھ– 2014 م)(دار التأصيل)باب وَمِنْ كِتَابِ الْإِمَامَةِ، وَصَلَاةِ الْجَمَاعَةِ ج2ص50

51أبو الحسن علي بن عمر :سنن دارقطنی (دار المعرفة - ، 1386 – 1966)(بيروت) باب وجوب قراءة بسم الله الرحمن الرحيم في الصلاة والجهر بها واختلاف الروايات في ذلك رقم الحديث22

15ابوداود سليمان بن الاشعث السجتانى (م 275ھ)سنن ابى داود (بيروت دار الكتاب العربى) باب اسْتِحْبَابِ التَّرْتِيلِ فِي الْقِرَاءَةِ. رقم الحديث 1467

ابوزكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووى (م676ھ)، المجموع شرح المهذب (دار الفكر)ج3ص 347[16]

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فقہائے شافعیہ مذکورہ روایت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ: یہ حدیث بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے پر مطلقاً دلیل ہے، خواہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر ہو۔ اس لئے اگر رسول ﷺ کی بلند آواز سے قرات نماز اور غیر نماز میں مختلف ہوتی، تو انس رضی اللہ عنہ ضرور اس کا بیان کرتا، اور مطلق جواب نہیں دیتا اور جب انس رضی اللہ عنہ نے مطلق جواب دیا۔ کہ رسول ﷺ قرات شروع کرتے وقت بلند آواز سے بسم اللہ پڑھتے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر انس رضی اللہ عنہ جواب الحمدللہ رب العلمین یا اس کے علاوہ سے دیتا۔

فقہائے مالکیہ کے دلائل:

امام مالکؒ کا قول ابن وھب نے المدونہ میں نقل کیا ہے: کہ" عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قُمْتُ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ لَمْ يَكُنْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إذَا افْتَتَحُوا الصَّلَاةَ، قَالَ مَالِكٌ: وَعَلَى ذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا۔۔۔الخ۔"[17]

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہے: کہ میں نے ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ یہ سب حضرات نماز شروع کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتے۔ پھر امام مالکؒ فرماتے ہیں: کہ ہمارا مذہب بھی یہی ہے۔ اسی طرح ابن وھبؒ نے سفیان بن عیینہ کے سند سے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرتے ہے: کہ بیشک نبی ﷺ، ابو بکر، عمر، عثمان سب نماز کا آغاز الحمدللہ رب العلمین سے کرتے۔

امام مالکؒ مذکورہ حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہے: کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا نہ جہری نماز میں سنت ہے اور نہ سری نماز میں۔

نتائج البحث:

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوتی ہے کہ بسم اللہ کو نماز میں آہستہ پڑھنا چند وجوہ کی بناء پر راجح ہے۔

1۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تین طریقوں سے نقل ہے، اور تینوں کے تین میں ضعف ہیں۔ جیسے امام زیلعیؒ نے نصب الریہ میں لکھا ہے: کہ "عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَلَهُ ثَلَاثُ طُرُقٍ: أَحَدُهَا: عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَّانَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْهَرُ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، انْتَهَى وَهَذَا أَضْعَفُ مِنْ الْأَوَّلِ فِي الصَّلَاةِ زِيَادَةٌ مِنْ عُمَرَ بْنِ هَارُونَ، وَهُوَ مَجْرُوحٌ، تَكَلَّمَ فِيهِ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ الْأَئِمَّةِ، قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: لَا أَرْوِي عَنْهُ شَيْئًا، وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ: لَيْسَ بِشَيْءٍ، وَكَذَّبَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ۔۔۔۔الخ"[18]

حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ جتنے بھی طرق سے نقل ہوا ہے، وہ سب ضعیف ہے۔ ایک طریق حاکم نے المستدرک میں ذکر کیا ہے: کہ" عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَّانَ ثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ"۔

حافظ زیلعیؒ اس کے بارے میں فرماتے ہے: کہ یہ حدیث صریح بھی نہیں ہے، اور صحیح بھی نہیں ہے۔ صریح اس لئے نہیں ہے کہ اس میں یہ نہیں ہے، کہ یہ (جہر بالتسمیہ) نماز میں تھی۔ اور صحیح اس لئے نہیں ہے، کہ عبداللہ بن عمرو بن حسان کے بارے میں امام صنعۃ علی بن المدینیؒ فرماتے ہے:"کان یضع الحدیث"۔ کہ یہ حدیث گھڑتے تھے۔ اسی طرح عبدالرحمن بن حاتم فرماتے ہے" سَأَلْت أَبِي عَنْهُ، فَقَالَ: لَيْسَ بِشَيْءٍ، كَانَ يَكْذِبُ، وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: أَحَادِيثُهُ مَقْلُوبَاتٌ "۔ دوسرا طریق دار قطنیؒ نے ذکر کیا ہے"عَنْ أَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ، وَاسْمُهُ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ صَالِحٍ" ۔ لیکن یہ پہلے سند سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ کیونکہ ابی الصلت متروک راوی ہے۔ ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہے کہ میں نے ان کے بارے میں اپنے والد سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا" لَيْسَ عِنْدِي بِصَدُوقٍ، وَلَمْ يُحَدِّثْنِي عَنْهُ "اور امام دار قطنی نے کہا ہے"رَافِضِيٌّ خَبِيثٌ"۔ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے جواب یہ

---

[17] مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (م 179ھ) ، المدونة (الطبعة: الأولى، 1415ھ- 1994م دار الكتب العلمية) ج1ص164

[55] جمال الدين ابو محمد عبدالله بن يوسف بن محمد الزيلعي (م762ھ)نصب الراية لا حاديث الهدايه (الطبعة: الأولى، 1418ھ1997م)(مؤسسة الريان بيروت)ج1ص345۔351

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہے کہ یہ اگرچہ سنداً صحیح ہے لیکن جہر بالتسمیہ میں صریح نہیں ہے کیونکہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کو بیان کرنے سے اُمت کو یہ خبر دینی تھی کہ رسول ﷺ تلاوت ترتیل کے ساتھ کرتے اور اس میں نماز کا بھی ذکر نہیں ہے۔ اور مستدرک میں حاکم نے لفظ الصلوۃ ذکر کیا ہے۔ تو وہ عمرو بن ھارون راوی کی طرف سے زیادت ہے، اور وہ متکلم فیہ اور مجروح راوی ہے ان کے بارے میں امام احمد فرماتے ہے: "لا اروی عنه شیئاً" میں ان سے کوئی چیز روایت نہیں کرتا اور ابن معینؒ نے کہا ہے: "لیس بشیئ" اور ابن مبارکؒ نے بھی ان کی تکذیب کی ہے۔ امام نسائیؒ نے متروک الحدیث کہا ہے، اور ابن المدینیؒ فرماتے ہے: "ضعیف جداً"۔ یعنی انتہائی ضعیف ہے۔

2۔ صحیح آحادیث اور صریح، مرفوع روایات میں اخفاء بالتسمیۃ نقل ہوا ہے۔ اور بسم اللہ بالجہر کے روایات غیر صریح یا ضعیف ہے۔

3۔ عملِ صحابہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ کہ وہ نماز میں بسم اللہ کو آہستہ پڑھتے تھے۔

4۔ اور جہاں نماز میں بلند آواز سے بسم اللہ کے پڑھنے کے متعلق بعض موقوف روایات میں تصریح کی گئی ہیں، تو وہ بطور تعلیم ہے۔ جیسے امام ابن تیمیہؒ مجموع الفتاویٰ میں فرماتے ہے کہ: "وَأَمَّا الْبَسْمَلَةُ: فَلَا رَيْبَ أَنَّهُ كَانَ فِي الصَّحَابَةِ مَنْ يَجْهَرُ بِهَا وَفِيهِمْ مَنْ كَانَ لَا يَجْهَرُ بِهَا بَلْ يَقْرَؤُهَا سِرًّا أَوْ لَا يَقْرَؤُهَا وَالَّذِينَ كَانُوا يَجْهَرُونَ بِهَا أَكْثَرُهُمْ كَانَ يَجْهَرُ بِهَا تَارَةً وَيُخَافِتُ بِهَا أُخْرَى وَهَذَا لِأَنَّ الذِّكْرَ قَدْ يَكُونُ السُّنَّةُ الْمُخَافَتَةَ بِهِ وَيُجْهَرُ بِهِ لِمَصْلَحَةٍ رَاجِحَةٍ مِثْلِ تَعْلِيمِ الْمَأْمُومِينَ۔۔۔الخ"[19]

یعنی صحابہ میں سے بعض بسم اللہ جہراً پڑھتے اور بعض سراً پڑھتے، اور یا بالکل نہیں پڑھتے اور جو صحابہ تسمیہ پر جہر کرتے تو وہ کبھی کبھی اخفاء بھی کرتے کیونکہ ایک ذکر میں کبھی اخفاء سنت ہوتی ہے لیکن جہر بھی کسی مصلحت کی بناء پر کیا جاسکتا ہے جیسے مقتدیوں کو تعلیم دینے کی خاطر۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ میں فاتحہ کو جہراً پڑھا اور لوگوں کو فرمایا کہ میں نے فاتحہ پر جہر اس وجہ سے کیا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ ایک سنت عمل ہے۔

5۔ اور اسی پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔ جیسے حافظ زیلعیؒ نے ابن عبدالھادیؒ سے نقل کیا ہے: کہ حدیث عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اگرچہ صحیح ہے، لیکن وہ اس بات پر محمول ہے، کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ لوگوں کو خبر دیتے کہ بسم اللہ پڑھنا سنت عمل ہے۔ کیونکہ خلفائے راشدین بسم اللہ کو سراً پڑھتے تو اکثر لوگوں کا یہ خیال تھا کہ بسم اللہ پڑھنا بدعت ہو گا تو بعض صحابہ نے بسم اللہ پہ جہر کی جن سے جہر بالتسمیہ نقل ہوا ہے۔ تاکہ لوگوں کو تعلیم دے کہ بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور وہ یہ کام ہمیشہ کے لئے نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے ابن المنذرؒ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بسم اللہ پر ترکِ جہر بھی نقل کیا ہے۔[20]

6۔ اسی طرح امام دار قطنیؒ جب مصر آئے، تو لوگوں نے جہر بالتسمیہ کے آحادیث جمع کرنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے جمع کی۔ پھر ان سے کہا گیا کہ ان میں صحیح روایات ہے تو امام دار قطنیؒ نے فرمایا: "اماعن النبیﷺ فلا واما عن الصحابه فمنه صحيح ومنه ضعيف"[21]۔

کہ جہر بالتسمیہ کے بارے میں نبی ﷺ سے صحیح روایت کے ساتھ ثابت نہیں، اور جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے، تو ان میں بعض صحیح اور بعض ضعیف ہے۔

"فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ سَكَتَ، وَهَذَا كَالْمُجْمَلِ، وَاللَّفْظُ الْأَوَّلُ مُفَسِّرٌ مُبَيِّنٌ، وَلِهَذَا قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: لِلْإِمَامِ سَكْتَتَانِ، فَاغْتَنِمُوا فِيهِمَا الْقِرَاءَةَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا قَالَ: " وَلَا الضَّالِّينَ۔۔۔۔۔الخ۔"

ترجمہ:

---

[19] تقی الدين احمد ابن تيميه، الحرانی(م 728ھ) مجموع الفتاویٰ (الطبعة: الثالثة، 1426 ھ 2005 م دار الوفاء) ج 22ص 274

[57] جمال الدين أبو محمد عبد الله بن يوسف (المتوفى 762ھ)نصب الراية لأحاديث الهداية مع حاشيته بغية الألمعي في تخريج الزيلعي (الطبعة: الأولى 1418ھ1997م) (مؤسسة الريان للطباعة والنشر بيروت لبنان) ج1ص359

[21] امام ابن تیمیہؒ مجموع الفتاویٰ ج 22ص 416

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یعنی جب آپ ﷺ قراءت سے فارغ ہوتے، تو خاموش ہو جاتے، اور طریق مجمل ہے۔ اور پہلے الفاظ واضح ہیں اور ان میں قراءت کی تفسیر موجود ہے، اور اس لئے ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ امام کے لئے دو سکتے ہیں، پس اُن کو سورۃ فاتحہ کی قراءت کے لئے غنیمت جانو، ایک جب نماز شروع کرے، اور دوسرا جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہے۔

فقہی رائے:

اس عبارت سے امام ابن قیم الجوزیہؒ نے فاتحہ خلف الامام کی طرف اشارہ کیا ہے کہ: نماز خواہ جہری ہو یا سری، منفرد ہو یا مقتدی ہو ہر حال میں فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس کی مزید وضاحت انہوں نے "اعلام الموقعین" میں کی ہے کہ: " رَدُّ النُّصُوصِ الْمُحْكَمَةِ الصَّرِيحَةِ الصَّحِيحَةِ فِي تَعْيِينِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَرْضًا[22]"۔

کہ صحیح اور صریح احادیث کو متشابہ سے رد کرتے ہے۔ حالانکہ سورت فاتحہ کا پڑھنا نماز میں فرض ہے۔

فقہ حنفی کی مستند کتابوں سے احناف کا موقف اس مسئلہ میں یہ بیان کیا گیا ہے: کہ فاتحہ کا پڑھنا منفرد کے لئے واجب ہے۔ اگر کوئی فاتحہ کو نماز میں نہ پڑھے تو نماز ہوتی ہے، مگر ناقص آداء ہو گی۔ اسی طرح فقہائے حنفیہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کو مکروہ قرار دیتے ہے: جیسے صاحب ہدایہ لکھتے ہیں: کہ "ویکرہ عندھما لما فیه من الوعید "[23]۔ صاحبین کے نزدیک فاتحہ خلف الامام پڑھنا مکروہ ہے۔

اسی طرح امام ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں: کہ "(وَالْمُؤْتَمُّ لَا يَقْرَأُ مُطْلَقًا) وَلَا الْفَاتِحَةَ فِي السِّرِّيَّةِ اتِّفَاقًا۔ فَإِنْ قَرَأَ كُرِهَ تَحْرِيمًا۔"[24]

یعنی مقتدی فاتحہ کو نہ جہری اور نہ سری نماز میں پڑھے گا، اور اگر پڑھ لیا تو مکروہ تحریمی کام کیا۔

جمہور فقہاء کا مسلک:

جمہور فقہاء کا مسلک مسئلہ مذکورہ میں یہ ہے کہ فاتحہ جہری اور سری نماز میں پڑھنا فرض ہے۔ اور اس کے بغیر نماز ہی اداء نہیں ہوتی۔ امام نوویؒ لکھتے ہے کہ: "أَنَّ مَذْهَبَنَا وُجُوبُ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ عَلَى الْمَأْمُومِ فِي كُلِّ الرَّكَعَاتِ مِنْ الصَّلَاةِ السِّرِّيَّةِ والجهرية وهذا هُوَ الصَّحِيحُ عِنْدَنَا[25]"

امام نوویؒ فرماتے ہے کہ مقتدی پر فاتحہ کا پڑھنا سری اور جہری نماز کے ہر رکعات میں واجب اور یہی ہمارے نزدیک صحیح ہے ۔ شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہے کہ: "فإن قراءتها فريضة، وهي ركن تبطل الصلاة بتركها[26] "۔ یعنی فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اور یہ نماز کا رکن ہے، جس کے چھوڑ جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

---

[22] محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (م 751ھ) إعلام الموقعين عن رب العالمين (الطبعة: الأولى، 1411ھ - 1991م) (دار الكتب العلمية بيروت) ج2ص218

علي بن أبي بكر(م 593ھ)الهدايه فی شرح بداية المبتدی ج1ص56 [23]

61 ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين (م 1252ھ) رد المحتار على الدر المختا ر (الطبعة: الثانية، 1412ھ-1992م دار الفكر-بيروت) ج 1ص544

أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (م 676ھ) المجموع شرح المهذب دار الفكر ج3 ص [25]365

63عبد القادر بن موسى الجيلاني (م 561 ھ)الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل (الطبعة: الأولى، 1417 ھ - 1997 م)(دار الكتب العلمية بيروت) ج 2ص192

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اورامام مالکؒ بھی نماز میں فاتحہ پڑھنے کے قائل ہے۔ وَاخْتَارَ مَالِكٌ أَنْ يَقْرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ بِالْحَمْدِ وَسُورَةٍ، وَفِي الْأَخِيرَتَيْنِ بِالْحَمْدِ فَقَطْ[27]۔ اور امام مالکؒ نے چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ اور کسی دوسری سورت کو اور آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ کو اختیار کیا ہے۔

فقہائے حنفیہ کے دلائل:

دلیل 1۔ اس مسئلہ میں احناف کا پہلا دلیل قرآن سے ہے، کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں: کہ "﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾[28]"

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے سنو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

طریقہ استدلال یہ ہے: کہ آیت میں استماع اور انصات پر حکم دیا گیا ہے۔ تو سورتِ فاتحہ کا پڑھنا اس آیت کی خلاف ہے، حالانکہ آیت کی الفاظ عام ہے، جہری اور سری دونوں نمازوں کو شامل ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہے: کہ احتیاط اس میں ہے، کہ سکوت کرے[29]۔ "اور علامہ کاسانیؒ فرماتے ہے: کہ امر بالاستماع اور بالانصات ہے، اور اس پر عمل اس وقت ممکن ہوگی، کہ سنے اور خاموش ہو جائے[30]"

دلیل2: حدیث جابر بن عبداللہ کا ہے کہ: "عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ إِمَامٌ، فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ[31]"۔

یعنی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ جس کے لئے امام ہو تو امام کی قراءت اس کے لئے قراءت ہے۔

دلیل 3۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ: "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ: هَلْ قَرَأَ مَعِي أَحَدٌ مِنْكُمْ آنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ إِنِّي أَقُولُ مَالِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ قَالَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ"[32]۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے پھرے، جس میں آپ نے جہری قراءت کی تھی اور فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے؟ ایک آدمی نے کہا ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: "میں بھی کہہ رہا تھا مجھے کیا ہوا کہ قراءتِ قرآن میں الجھ رہا ہوں۔ راوی نے کہا: پس لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھنے سے رک گئے۔

تو اس حدیث سے منع قراءت خلف الامام واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن پر رد کیا، کہ جو امام کے ساتھ قراءت پڑھتے ہوں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا زہریؒ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی وجہ سے لوگ نماز میں قراءت خلف الامام سے منع ہوئے۔

---

[27] محمد بن أحمد بن رشد القرطبي الشهير بابن رشد (م 595ھ) بداية المجتهد ونهاية المقتصد (الناشر: دار الحديث – القاهرة)ج1ص198

[28] القرآن :7۔ 204

[66] علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين (م 593ھ) الهداية في شرح بداية المبتدي(دار احياء التراث العربي – بيروت) ج1 ص56

67 علاء الدين أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني(م 587ھ) بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع الطبعة: الثانية(1406ھ-1986م)الناشر: دار الكتب العلمية ۔ ج1ص111

[68] ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوى (م 321ھ)،شرح معانى الآثار، الطبعة: الأولى (1414 ھ، 1994 م) الناشر: عالم الكتب، بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ رقم الحديث 217

[32] ابوداود سليمان بن الاشعث السجتانى :سنن ابى داود ،بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقِرَاءَةَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ إِذَا جَهَرَ الْإِمَامُ رقم الحديث۔826

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دلیل4۔حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے۔کہ: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا كَبَّرَ فكَبِّرُوا، وَإِذَا قَرَأَ فأَنْصِتُوا "[33]۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک امام اس لئے رکھا گیا ہے، تاکہ اس کی پیروی کی جائے۔تو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے، تو خاموش ہو جاؤ۔اس حدیث پر حفاظ حدیث امام بخاریؒ، ابوداودؒ، ابو حاتمؒ، ابن معینؒ* وغیرہ کی جانب سے اعتراض ہوا ہے: کہ اس میں لفظ "وإذا قرأ فأنصِتُوا "غیر محفوظ ہے لیکن امام مسلمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور منذریؒ نے بھی اس کی طرف میلان کیا ہے۔اس طرح ابن حزم نے صحیح قرار دیا ہے۔" والتيمي جليل القدر قال شعبة ما رأيت احدا اصدق منه۔ وزيادة الثقة مقبولة"[34]۔کہ سلیمان التیمیؒ حفاظ متقنین میں سے تھے۔اور ثقہ کی زیادت مقبول ہے۔

آثارِ صحابہ سے دلائل:

اسی طرح فقہائے حنفیہ اپنی مدعیٰ پر آثار صحابہ پیش کرتے ہیں۔

1:" عن عبيد الله بن مقسم : أنه سأل عبد الله بن عمر وزيد بن ثابت وجابر بن عبد الله فقالوا لا تقرؤوا خلف الإمام في شيء من الصلوات"[35]

عبید اللہ بن مقسم فرماتے ہے: کہ میں نے فاتحہ خلف الامام کے بارے عبد اللہ بن عمر، زید بن ثابت اور جابر بن عبد اللہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ امام کے پیچھے نہ پڑھو۔

2:اسی طرح عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ: "لَيْتَ فِي فَمِ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ حَجَرًا"[36]۔

کہ اُس شخص کے منہ میں پتھر ہو جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہو۔

3:حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ "مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَخْطَأَ الْفِطْرَةَ"[37]۔

کہ جس نے امام کے پیچھے قراءت کی وہ فطرت (سنت) سے دور ہوا۔

70أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد (م 235ھ) المصنف فی الحديث والآثار:الطبعة الأولى (1409)مكتبه الرشد(رياض) مَنْ كَرِهَ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ رقم الحديث، 3799

آپؒ کانام یحیٰ بن معین بن عون بن زیاد بن بسطام ہے اور کنیت ابوزکریا ہے آپ کی ولادت خلیفہ ابو جعفر کے عہد میں 158ھ کو ہوئی آپؒ امام ربانی، عالم، *حافظ اور متقن تھے۔آپؒ 233ھ کو مدینہ منورہ وفات پائے(سیر اعلام النبلاء للذھبی ج11 ص71)

علاء الدين بن عثمان ابن تركمانی (م750ھ)الجوہر النقی علی سنن البيهقی (ناشر دار الفكر)ج2ص155 [34]

72أبو جعفر أحمد بن محمد المعروف بالطحاوي (المتوفى: 321ھ) شرح معانی الآثار الطبعة الأولى (1414 ھ1994 م)الناشر: عالم الكتب ،بَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ ،رقم الحديث 1312

73مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (م 179ھ) موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني الطبعة: الثانية المكتبة العلمية بَابُ: افْتِتَاحِ الصَّلاةِ رقم الحديث126

74أبو عبد الله محمد بن إسماعيل (م 256ھ) جزء القراءة خلف الإمام: الطبعة: الأولى(1400 ھ - 1980 م) المكتبة السلفية: بَابُ وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ رقم الحديث13

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

4:اسی طرح سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ: "وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيهِ جَمْرَةٌ"[38]

کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ وہ شخص جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے اس کے منہ میں آگ کا انگارہ ہو۔

5:اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کا روایت ہے کہ" عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ، وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا[39]"۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے: کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ تو تم میں سے کوئی امامت کرائے، اور جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔اس کے علاوہ اور بھی آثار ہیں، جو امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ممانعت پر دلیل ہے۔

جمہور فقہاء اور محدثین کی دلائل:

امام شافعیؒ اور ان کے متبعین کے نزدیک سورتِ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے، خواہ نماز سری ہو یا جہری۔

دلیل 1: حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا ہے"قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ قَالَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَقَالَ إِنِّي لَأَرَاكُمْ تَقْرءونَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ قَالَ قُلْنَا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا[40] "۔

کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی، تو آپ ﷺ پر قراءت دشوار ہو گیا۔جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہمیں متوجہ ہو کر فرمائے میں دیکھتا ہوں: کہ آپ اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو، تو ہم نے کہا ہاں، اے اللہ کے رسول ﷺ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ایسا نہ کرو سوائے فاتحہ کے، کیونکہ جو شخص فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

دلیل 2: حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہے کہ:" قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ"[41]۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی، جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے۔

تو اس حدیث میں خلف الامام کی قید سے بات زیادہ واضح ہوئی۔

دلیل 3: حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہے: کہ" أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِأَصْحَابِهِ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ أَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ وَقَالَ: أَتَقْرَؤُونَ فِي صَلَاتِكُمْ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ فَسَكَتُوا , فَقَالَهَا ثَلَاث مَرَّاتٍ , فَقَالَ قَائِلٌ أَوْ قَائِلُونَ إِنَا لَنَفْعَلُ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوا وَلْيَقْرَأْ أَحَدُكُمْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي نَفْسِهِ[42]"۔

75أبو بكر بن أبي شيبة المصنف في الأحاديث والآثار (مصنف ابن ابی شیبه) الطبعة: الأولى(1409 ھ مكتبة الرشد الرياض) مَنْ كَرِهَ الْقِرَاءَةَ خَلْفَ الْإِمَامِ رقم الحديث3782

76أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل (م 241ھ) مسند الإمام أحمد بن حنبل الطبعة: الأولى(1421 ھ - 2001 م) مؤسسة الرسالة ، رقم الحديث19723

[40]أبو عبد الله محمد بن إسماعيل (م 256ھ) جزء القراءة خلف الإمام: بَابُ لَا يُجْهَرُ خَلْفَ الْإِمَامِ بِالْقِرَاءَةِ ج 1 ص 61

78أحمد بن الحسين بن علي أبو بكر البيهقي(م 458ھ) كتاب القراءة خلف الإمام الطبعة: الأولى(1405ھ)دار الكتب العلمية (بيروت) بَابُ ذِكْرِ أَخْبَارٍ خَاصَّةٍ دَالَّةٍ عَلَى وُجُوبِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْمَأْمُومِ ج1ص70

79أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (م 807 ھ) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد : عام النشر(1414 ھ 1994 م) مكتبة القدسي، (القاهرة) بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ ج2ص110

کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو نماز پڑھائی نماز پوری کرنے کے بعد صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کہ جب امام قراءت کرتا ہے، تو تم بھی پڑھتے ہو۔ تو صحابہ کرام خاموش ہوئے، یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ دُہرائی، پھر ایک یا زیادہ نے کہا: کہ ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو، بلکہ تم میں سے ہر ایک صرف سورتِ فاتحہ اپنے نفس میں آہستہ سے پڑھا کرو۔

دلیل 4: حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ: " قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ. فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَقَالَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " قَالَ اللهُ تَعَالَى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي"[43]۔

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص کوئی بھی نماز پڑھے، اور اس میں وہ سورتِ فاتحہ نہ پڑھے۔ تو وہ نماز ناقص ہے، یہ بات تین بار دُہرائی، تو ابوہریرہ سے کہا گیا: کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں، تو پھر بھی پڑھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اس کو آہستہ پڑھا کرو۔ کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، کہ میں نے سورتِ فاتحہ کو اپنے بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

دلیل 5: حدیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہے کہ: " أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ فَلْيَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ[44]"۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص امام کے پیچھے قراءت کرے، تو صرف فاتحہ کی قراءت کرے۔

اور اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فاتحہ کو خلف الامام پڑھنے پر امر کیا ہے، اور یہی حدیث مسند الشامیین میں ہے وہاں قرأ کی جگہ صلّٰی ذکر ہے، کہ جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہو، تو ضرور فاتحۃ الکتاب پڑھے[45]۔

دلیل 6: حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لَا يُقْرَأُ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ". قُلْتُ: فَإِنْ كُنْتُ خَلْفَ الْإِمَامِ، فَأَخَذَ بِيَدِي، وَقَالَ: اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ يَا فَارِسِيُّ." [46]

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ نماز (سرے سے) جائز نہیں، جس میں فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی جائے، میں نے کہا: اگر امام کے پیچھے ہو، تو میرے ہاتھ کو پکڑ کر کہا: آہستہ پڑھوائے فارسی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اقراء فی نفسک کے معنی کرتے ہوئے لکھتے ہے: "ای سراً بحیث تسمع نفسک "[47] یعنی آہستہ پڑھو کہ صرف آپ خود سنے۔

---

[80] مسلم بن حجاج ابو الحسن النیسابوری (م 261ھ) المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الیٰ رسول اللہ (صحیح مسلم) احیاء التراث العربی (بیروت) بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رقم الحدیث395

[81] أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر: مجمع الزوائدومنبع الفوائد دار الفكر، (بيروت) ـ باب القراءة في الصلاة رقم الحديث2651

[82] سليمان بن أحمد أبو القاسم الطبراني (م 360ھ) مسند الشاميين الطبعة: الأولى(1405ھ 1984م) مؤسسة الرسالة (بيروت) سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ , عَنْ مَكْحُولٍ ج1ص 171

[83] أبو بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة بن المغيرة النيسابوري (م 311ھ) صحيح ابن خزيمه ،الطبعة: الثالثة(1424 هـ- 2003 م)المكتب الإسلامي بَابُ ذِكْرِ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّالْخِدَاجَ الَّذِي أَعْلَمَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي هَذَا الْخَبَرِ هُوَ النَّقْصُ الَّذِي لَا تُجْزِئُ الصَّلَاةُ مَعَهُ ج1ص276

[84] عبدالحق محدث دہلویؒ (م 19 جون 1642ء)لمعات التنقیح فی شر مشکاۃ المصابیح ناشر المکتبہ (الحقانیہ کانسی روڈ کوئٹہ)ج 3 ص129

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دلیل7:فاتحہ خلف الامام کے لئے حدیثِ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہے کہ" أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "أتقرأون خلفي؟" قلنا: نعم،" قال: "فلا تفعلوا إلا بفاتحة القرآن - وفي لفظ - إلا بفاتحة الكتاب۔[48] "

کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ آپ میرے پیچھے قراءت کرتے ہو، تو ہم نے کہا ہاں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ صرف فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

فاتحہ خلف الامام پڑھنے پر آثار صحابہ سے استدلال:

صحابہ کرام میں سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فاتحہ پڑھنے کا حکم کرتے تھے۔

1:"عن ابن عباس يقول اقراء بفاتحة الكتاب في كل ركعة خلف الامام"[49]۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کہ نماز کی ہر رکعات میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھو۔

2:یزید بن شریک فرماتے ہے: کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے قراءت خلف الامام کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا فاتحہ پڑھو پھر میں نے کہا: اگر آپ امام ہو، کہا اگر میں امام ہو پھر میں نے کہا، اگر آپ جہر کرتے ہو تو فرمایا: اگرچہ میں جہر کرتا ہو[50]۔اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہے۔

خلاصہ بحث:

مذکورہ دلائل کی روشنی میں نماز میں سورت فاتحہ کا پڑھنا نمازی کے لئے (خواہ منفرد ہو یا ماموم ہو) چند وجوہ سے اولیٰ اور مستحسن ہے۔

1۔کیونکہ قرات فاتحہ کی روایات صحیح اور صریح ہے۔بخلاف ترکِ فاتحہ کے کیونکہ وہ یا تو ضعیف ہیں اور جو صحیح ہے تو وہ اپنے مدعیٰ پر غیر صریح ہے۔

2۔اسی طرح فقہائے حنفیہ میں سے امام محمد الشیبانیؒ[51]، علامہ بدرالدین عینیؒ[52]، شاہ ولی اللہ[53] وغیرہ فرماتے ہیں۔کہ احتیاط کے بناء پر سری نماز میں فاتحہ پڑھنا مستحسن ہے۔

3۔امام الکلام کے حاشیہ غیث الغمام میں امام شعرانیؒ کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ نے اپنے پرانے قول سے رجوع کر لیا ہے کہ مقتدی کے لئے الحمد پڑھنا سری نماز میں مستحسن اور مستحب ہے۔"قال لابي حنيفة ومحمد قولان احدهما عدم وجوبها على الماموم بل ولا تسن وهذا قولهما لقديم وادخله محمد في تصانيفه القديمه -----الخ"[54]۔

---

[85]علاء الدين على بن حسام الدين المتقى الهندى (م958ھ) كنزالعمال فى سنن الاقوال والافعال (الطبعة الخامسة، 1401ھ1981م)ناشر (مؤسسة الرسالة باب قراءة الماموم)رقم الحديث22958

[86]أحمد بن الحسين بن علي أبو بكر البيهقي (م 458ھ) القراءة خلف الامام للبيهقى (الطبعة: الأولى1405ھ دار الكتب العلميةبيروت) بَابُ مَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى وُجُوبِ الْقِرَاءَةِ عَلَى الْمَأْمُومِ ج 1 ص96

87أبو الحسن علي بن عمر الدارقطني (م 385ھ) سنن دار قطنى (الطبعة: الأولى، 1424 هـ- 2004 م مؤسسة الرسالةبيروت)بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ أُمِّ الْكِتَابِ فِي الصَّلَاةِ وَخَلْفَ الْإِمَامِ ج 1ص317

88علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري (م 1014ھ) مرقات المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (الطبعة: الأولى1422ھ- 2002م) دار الفكربيروت) ج 2ص700 (

89أبو محمد محمود بن أحمد بدر الدين العينى (م 855ھ) عمدة القارى شرح صحيح البخاري(دار إحياء التراث العربي بيروت) ج 6ص14

90 أحمد بن عبد الرحيم المعروف بـ الشاه ولي الله الدهلوي (م 1176ھ)حجة الله البالغه ،الطبعة: الأولى، سنة الطبع(1426 هـ - 2005م)(دار الجيل بيروت)ج 2ص14

[54]محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي الهندي(م 1304 ھ) إمام الكلام في القراءة خلف الإمام ج5ص 33

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کہ امام ابو حنیفہؒ* اور امام محمدؒ کے دو قول ہیں۔ایک یہ کہ مقتدی کو الحمد پڑھنا نہ واجب اور نہ سنت ہے۔اور یہ ان دونوں اماموں کا پرانا قول ہے۔امام محمدؒ نے اپنی قدم تصانیف میں اسی قول کو درج کیا ہے۔اور ان کے نسخے اطراف میں منتشر ہوگئے۔اور دوسرا قول یہ ہے: کہ مقتدی کو نماز میں الحمد پڑھنا احتیاط کے بناء پر مستحسن ہے اس لئے مرفوع حدیث میں آیا ہے: کہ نہ پڑھو مگر سورت فاتحہ،ایک دوسرے روایت میں ہے،کہ جب میں بلند آواز سے قرات کروں تو تم لوگ کچھ نہ پڑھو مگر سورتِ فاتحہ۔

4:اکثر صحابہ رضی اللہ تعا عنہم و تابعینؒ کی رائے یہ ہے: کہ سری اور جہری نماز،دونوں میں مقتدی کو(فاتحہ) پڑھنا چاہیئے،پس امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ نے احتیاطا اپنے پہلے قول سے دوسرے قول کی طرف رجوع کیا۔

5۔شاہ انور شاہ کشمیریؒ* نے فیض الباری شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے کہ" ولم أرَ في نَقْلٍ عن الإمام أنَّ القِرَاءةَ في السِّرية لا تجوز"۔یعنی میں نے کسی جگہ یہ لکھا ہوا نہیں دیکھا کہ سری(نماز) میں امام ابو حنیفہؒ نے قراۃ کو ناجائز کہا ہے۔پھر آگے لکھتے ہے کہ"وأمَّا الإمام أبو حنيفة رحمه الله تعالى فالمحقَّق عندي من مذهبه: أنه حَجَرَ عن القراءة في الجهرية، وأجاز بها في السِّرية"[55]۔کہ میرے نزدیک امام ابو حنیفہؒ کی تحقیقی مذہب یہ ہے ،کہ انہوں نے صرف جہری(نماز) میں منع کیا ہے،اور سری(نماز) میں پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا پورا نام ونسب: آپؒ کا پورا نام نعمان بن ثابت بن زوطی التیمی ہے آپؒ بہت بڑے فقیہ اور عالم تھے فقہ حنفیہ آپ کے طرف منسوب ہے۔آپؒ سنہ 80ھ کو پیدا ہوئے آپؒ تابعی بالرئیت ہے۔آپؒ کے شیوخ میں عطاء بن ابی سب سے نامور ہے۔آپؒ 150ھ کو وفات ہوئے(سیر اعلام النبلاء *ج6ص391)

جموں کشمیر برصغیر پاک وہند کا شمال مغربی علاقہ ہے تاریخی طور پر جموں کشمیر اقصائے تبت ہے جو ہمالیہ اور پیر پنجال کے پہاڑی سلسلوں کے درمیان واقع ہے۔*

92 محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري (م 1353هـ)فيض الباري على صحيح البخاري الطبعة: الأولى(1426 هـ2005 م)(دار الكتب العلمية بيروت) ج2ص140 -341